اصلاح المسلمین، اصلاح سب کے لئے [1]

از قلم پیر طریقت رہبر شریعت شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا محمد طاہر بخشی نقشبندی مجددی عباسی حنفی، المعروف محبوب سجن سائیں مدظلہ العالی

یہ عاجز ناچیز فن تحریر سے ناآشنا ہے، اتنی صلاحیت نہیں رکھتا کہ اس قدر معیاری رسالہ کے اہل دل و باذوق قارئین سے بواسطہ قلم مخاطب ہوسکے۔ مگر کیا کیا جائے، مدیر رسالہ حضرت قبلہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب (جو کہ اس عاجز کے استاذ محترم بھی ہیں) کے سامنے یہ عاجز اپنے آپ کو بے بس پاتا ہے۔ دراصل اس عاجز کو دعوۃ و تبلیغ و دیگر مصروفیات کی وجہ سے مطالعہ کا وقت کم ہی ملتا ہے۔ جو تھوڑا بہت وقت مل جاتا ہے، اپنی طبعی کوتاہیوں کی وجہ سے اس سے صحیح استفادہ نہیں کر پاتا۔ پھر بھی تقریر و تحریر کی جو تھوڑی بہت توفیق مل جاتی ہے وہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص عنایت اور فضل و کرم کا نتیجہ ہے۔

میری تڑپ بھی ان کے کرم کا صدقہ ہے
یہ قدم اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں

یہ عاجز جو کچھ بھی تحریر کررہا ہے یہ کتب بینی کا صدقہ نہیں، بلکہ اس عاجز نے اپنے مرشد کامل حضرت قبلہ عالم قلبی و روحی فداہ و نور اللہ مرقدہٗ کی حیات طیبہ میں، آپ کے قریب رہ کر جو کچھ دیکھا، سنا اور محسوس کیا، یہ اسی کا پرتو ہے۔ بیشک میرے مرشد کامل اس مرتبہ پر فائز تھے کہ آپ کی ہر ایک ادا

1 یہ مضمون الطاہر سلسلہ ۲۵ برائے نومبر ۱۹۹۲، صفحہ ۱۴ تا ۱۶ میں شایع ہوا۔

قرآن و حدیث کی عملی تفسیر و تشریح تھی۔

ہے تیری آواز آوازِ خدا، اور خاموشی تیری رازِ خدا
تھے لبِ شیریں لبِ دریائے ذات، اس لئے ہر بات تھی آبِ حیات
جو حکایت جو مثل جو بات تھی، عالم ایمان کی ایک سوغات تھی

یہ عاجز جب بھی اپنے مرشد کامل حضرت قبلہ عالم قلبی و روحی فداہ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالتا ہے، اور آپ کے صحبت یافتہ و ہمنشین حضرات کے احوال و افعال حمیدہ کو دیکھتا ہے تو یہ عاجز پورے اعتماد سے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ہر وہ شخص جس نے میرے مرشد مربی مہربان نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی کو عقیدت و محبت سے دیکھا، اور آپ کی صحبت کو اختیار کیا، اس کو کسی وعظ و نصیحت کی ضرورت ہی نہیں۔

یہ عاجز ناچیز جب ان اوقات کو یاد کرتا ہے جو میرے محبوب مرشد کی صحبت میں گزرے، اور اس پیار، محبت و شفقت کو یاد کرتا ہے جو آپ کو اپنے ہر ایک غلام سے تھی، جب آپ اپنے غلاموں فقیروں کے جھرمٹ میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب آنحضرت علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات کی ترجمانی فرماتے تھے، اور نورانی الفاظ و اقوال رحمتِ خداوندی کی صورت میں آپ کی زبان حق ترجمان سے پھولوں کی طرح جھڑتے تھے تو فیض کا دریا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ہم گنہگاروں کے سینوں میں امنڈتا چلا آتا تھا، جس سے تنگ و تاریک، ویران و بنجر قلوب سیراب ہوجاتے، آباد ہوجاتے اور محبت خداوندی کے پودے اگ جاتے۔ جو جاہل ہوتے وہ آپ کی محفل سے عالم بن کر اٹھتے، جو گنہگار ہوتے وہ نیکوکار متقی و پرہیزگار بن جاتے۔ یہ سب کچھ یاد کرکے یہ عاجز ناچیز بڑی شدت سے یہ تمنا کرتا ہے کہ ۔۔۔ اے کاش وہ رحمتیں اور برکتیں ایک بار پھر لوٹ آئیں، آپ کے فیوض و برکات کی وہ بارانی پھر سے ہمارے قلوب پر ہوجائے ۔۔۔ وہ گفتار جو کہ در حقیقت اللہ تعالیٰ کی گفتار تھی ایک بار پھر ہمیں اس کے سننے کا شرف حاصل ہو، مرشد مربی قلبی و روحی فداہ نور اللہ مرقدہ کی صحبت و زیارت ہمیں میسر آجائے اور اس کے عوض چاہے جو کچھ اموال و اولاد کی صورت میں اس عاجز کے پاس ہے اس کی قربانی کیوں نہ دینا پڑے، ایک بار نہیں ہزار بار دینے سے یہ دولت ملے پھر بھی یہ سودا (تجارت) سستا ہے، کیونکہ زندگی تو وہ ہے جو محبوب

کی معیت میں گزرے۔

اوقات آں بود کہ با یار بسر رفت
باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری بود

لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ اس قدر اپنے شیخ کی تعریف کیونکر؟ ہم عرض کرتے ہیں کہ بھائی! دنیا میں انسان ایک دوسرے کے کام آتے ہیں، روپے دو روپے، آنے دو آنے کا فائدہ پہنچاتے ہیں، پھر جو کوئی ایسے محسن کا احسان یاد رکھے اس کوئی اچھا کہتا ہے، اور جو یاد نہ رکھے اس کو احسان فراموش کہا جاتا ہے۔ دنیاوی فائدے اور نفع تو وقتی، عارضی، فانی ہوتے ہیں، جبکہ دینی فائدے دائمی اور مستقل ہوتے ہیں۔

الحمد للہ تعالیٰ کامل مرشد کی صحبت سے قلب تکبر، ریا، کینہ و حسد سے پاک ہو جاتا ہے اور دل سے دنیا کی محبت رخصت ہوجاتی ہے۔ وہ دنیا جس کی محبت کے متعلق میرے آقا و مولیٰ آنحضرت علیہ افضل الصلوٰت واکمل التحیات نے فرمایا: حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔ قتل، ڈاکے، چوری، ملاوٹ وغیرہم یہ سب کچھ اس حب دنیا کی وجہ سے ہے۔

گو حکومت وقت کوشش کررہی ہے، حکماء، عقلمند، دانشور اور صحافی ہر طرح کے مثبت مشورے دے رہے ہیں مگر کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا۔ ان مسائل کا ایک حل عادلانہ نظام کا نفاذ ہے، جو کہ نظام شریعت کے سوا کوئی اور نظام نہیں ہوسکتا۔ اور دوسرا حل قلب سے دنیا کی محبت کا ختم ہونا ہے، اور تاریخ کی کتب میں سینکڑوں ایسی مثالیں درج ہیں کہ اولیاء اللہ کی نظر سے کس طرح کبائر و صغائر میں ملوث لوگ راہِ راست پر آ گئے۔ میرے مرشد و مربی قلبی و روحی فداہ کی جماعت میں ایسی سینکڑوں مثالیں اس وقت بھی موجود ہیں۔

اس کے علاوہ کامل مرشد کی صحبت سے قلب میں اوصافِ حمیدہ پیدا ہوجاتے ہیں۔ مثال کے طور پر توبہ، تواضع، صبر، شکر، توکل، تسلیم و رضا۔ ان اوصاف کو عالم و جاہل، مسلم و غیر مسلم سب ہی اچھا کہیں گے۔ اور پھر ان اوصاف کو حاصل کرنے کا امر خود قرآن اور احادیث میں موجود ہے۔ تَخَلَّقُوْا

بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ واضح امر نبوی علیٰ صاحبہا الصلٰوۃ والتسلیم موجود ہے۔ ان اوصاف کے حصول کیلئے بزرگان دین نے سالہا سال محنتیں ریاضتیں کی ہیں۔ بہرحال جب ایسی لازوال نعمتیں، لافانی خزانے، اخلاقِ رذیلہ سے نجات اور اخلاقِ حمیدہ کا اکتساب جن کی صحبت اور نظر کرم سے حاصل ہوں ان کی تعریف کیوں نہ کی جائے۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جن کی تعریف حضرت جامی، حضرت عطار اور حضرت رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کی ہے۔

حبِّ درویشاں کلید جنّت است
دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

ہم نشینی جز بہ درویشاں مکن
تاتوانی غیبتِ ایشاں مکن

ترجمہ: درویشوں (اولیاء کاملین) کی محبت جنت کی کنجی ہے اور ان کے دشمن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہیں۔ اولیاء اللہ کی صحبت کو اختیار کر، ان کے علاوہ کسی اور کی صحبت اختیار نہ کر، اور ان کی غیبت کبھی بھی نہ کر۔

یہ تو وہ لوگ ہیں جن کے متعلق حدیث قدسی میں ارشاد ربانی ہے مَنْ عَادَیٰ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ (جس نے میرے ولی سے دشمنی کی اس کے خلاف میں (اللہ تعالیٰ) اعلان جنگ کرتا ہوں۔) اسی طرح بے شمار آیات و احادیث اولیاء کی شان میں وارد ہیں۔

اپنے مضمون کی مناسبت یہ عاجز ہر طبقہ فکر تک اپنا مافی الضمیر پہنچانے کی کوشش کرے گا۔

خواتین کی اصلاح

خواتین ہمارے معاشرہ کا اہم ترین حصہ ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ خواتین کی اکثریت نہ صرف دینی علوم سے ناواقف ہے بلکہ ان کی اصلاح احوال کی طرف بھی کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔

ہم اپنے نوجوان لڑکوں کو کسی نہ کسی طرح تھوڑا بہت دینی علم سکھاتے ہیں۔ (۱) ایک معقول

تعداد نوجوان لڑکوں کی مدارس میں مکمل درس نظامی کے ذریعہ علوم قرآن و حدیث سے مستفید ہوتی ہے۔
(۲) مساجد میں بچے قرآن مجید پڑھتے ہیں اور وہاں نماز، وضو وغیرہ کے مسائل سے واقف ہوجاتے ہیں۔
(۳) دینی جلسوں میں پند و نصائح کی محافل میں ان کو شرکت کا موقع مل جاتا ہے، جہاں پر ان کی دینی معلومات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اگر مندرجہ بالا تعلقات کے بعد انکے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی قربت کے حصول کا جذبہ زیادہ بیدار ہو تو ان نیک لوگوں کی صحبت میسر آجاتی ہے۔ اسی طرح ان کو دینی معلومات کے حصول اور اصلاح احوال کے لئے کافی سارے مواقع مل جاتے ہیں۔ جبکہ خواتین کا معاملہ اسکے برعکس ہے۔ ہمارے دیہاتی ماحول میں جہاں کی اکثریت دینی خواہ دنیوی علوم سے بے بہرہ ہے، وہاں پر مرد خواہ عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ نماز وہ پڑھے جو مسجد میں جائے، نماز مردوں پر فرض ہوسکتی ہے عورتوں پر نہیں، خواتین کو گھر کا کام کرنا چاہئے اور زراعت کے کام میں مردوں کا ہاتھ بٹانا چاہئے۔ صرف مرد ہی نہیں دیہاتی خواتین کا بھی یہی انداز فکر ہے۔ دیہات میں ان حقوق سے جو کہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم نے خواتین کو دیئے ہیں ان سے محروم ہیں۔ مرد ہر حال میں عورت کو اپنے حکم کا تابع دیکھنا چاہتا ہے، یہاں تک کہ بعض مرد حضرات اگر چاہیں عورت کو نماز سے روک دیتے ہیں، دیگر امور شرعی پر عمل کرنے میں حائل بن جاتے ہیں۔ اور وہ بعض افراد دین سے کوئی سروکار نہیں رکھتے۔ نہ خود عمل کرتے ہیں نہ اہل خانہ کو اس کی اجازت دیتے ہیں۔ وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ عورت اولاد پیدا کرنے کے لئے ہے، پکی پکائی روٹی وقت پر پہنچائے، گھر کے کام کاج کرے۔ اگر ان مندرجہ بالا کاموں میں کوئی کمی بیشی ہوئی تو عورت کو مارنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اور دوسری طرف عورت شرعی امور پر عمل نہ کرے تو۔۔۔۔ حالانکہ شریعت کا امر اس کے برعکس ہے۔ بیشک مرد کے حقوق عورت پر بہت زیادہ ہیں، لیکن شریعت اس کی بھی اجازت نہیں دیتی کہ عورت اگر آپ کے کپڑے نہ دھوئے، کھانا نہ پکائے تو اس کو ماریں پیٹیں۔ اگر یہ سب کام عورت برضا و خوشی کرے تو یہ اس کا آپ پر احسان ہوگا، یہاں تک کہ عورت اس کی بھی مکلفہ نہیں ہے کہ آپ کی اولاد کو دودھ پلائے اور اس کی حفاظت کرے، اس کا بندوبست مرد کو ہی کرنا ہے۔ ہاں اگر عورت نماز میں سستی کرے تو شریعت مرد کو پابند بناتی ہے کہ وہ عورت کو نماز پر آمادہ کرے۔ سب سے پہلے محبت و پیار سے سمجھائے، نماز کے فضائل اور تارک نماز کیلئے وعیدیں بتائے۔ اگر وہ نماز شروع کردے تو فَبِہَا ورنہ تو اپنا بستر اس سے علیٰحدہ کرلے،

پھر بھی باز نہ آئے تو اس کو سزا دے مگر چہرہ پر نہ مارے۔

اس کے علاوہ شریعت مرد کو حکم دیتی ہے کہ اگر عورت فرضی علم سے ناواقف ہے تو مرد پر لازم ہے کہ اسے بقدر ضرورت علم پڑھائے، دیگر صورت میں مرد عنداللہ جواب دہ ہوگا، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

اس اہم مسئلہ کا دوسرا رخ۔ اگر عورت کو مرد نماز سے روک دے، نماز پڑھنے نہ دے تو عورت کو کیا کرنا چاہئے؟ شریعت اس صورت میں عورت کو پابند بناتی ہے کہ وہ ہر حال میں نماز کو ادا کرے۔ اس کو چاہئے کہ وہ چھپ کر نماز کو ادا کرتی رہے۔ اس ضمن میں یہ کلیہ قانون ذہن میں رکھنا چاہئے کہ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔ کہ مخلوق کی تابعداری اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی صورت میں نہیں کرنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث بھی اس عاجز کے ذہن میں آ رہی ہے۔ اگرچہ حدیث طویل ہے یہاں صرف اس کے اس حصہ کا ترجمہ تحریر کیا جاتا ہے جو کہ عورتوں سے متعلق ہے۔ روز قیامت ایک ایسی عورت بھی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی جائے گی جو تارک نماز ہوگی، وہ یہ عذر پیش کرے گی کہ میرا شوہر ظالم تھا، نماز سے روکتا تھا، اور مارتا پیٹتا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں کو امر فرمائیں گے فرعون کی اہلیہ بی بی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیش کیا جائے۔ ارشادِ الٰہی ہوگا اے آسیہ! سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے اور میرے احکام پر عمل کرنے کی وجہ سے جو فرعون نے آپ پر ظلم و تشدد کیا وہ اس عورت کو بتا دے۔ بی بی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کریں گی کہ مجھے سخت گرم زمین پر لٹایا جاتا، بھاری پتھر میری چھاتی پر رکھے جاتے، میرے ہاتھوں میں میخیں ٹھونکی جاتیں اور مجھ کو ایمان، توحید و اعمالِ صالحہ سے روکا جاتا، مگر یا الٰہ العالمین! تو گواہ ہے کہ میں نے تیرے پیارے پیغمبر سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن کو نہ چھوڑا اور نہ توحید سے منہ موڑا اور نہ ہی اعمال صالحہ اختیار کرنے میں کسی سستی و کاہلی کا مظاہرہ کیا۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا، اب اے خاتون تیرا کیا کہنا ہے، تجھ پر ظلم زیادہ ہوا تھا یا اس میری نیک بندی آسیہ پر؟ بس وہ عورت لاجواب ہوجائے گی۔

اس تحریر سے میرا مقصد "خواتین کی اصلاح کیسے ممکن ہے"۔ اسی ضمن میں دیہات میں بسنے والے بعض جاہل مرد اور عورتوں کا اندازِ فکر بیان کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ شرعی مسائل بھی تحریر میں آ

گئے۔ شہروں میں بسنے والی خواتین کی اکثریت تعلیم یافتہ ہے، اسی وجہ سے ان کی دینی معلومات بھی بمقابلہ دیہاتی خواتین کے زیادہ ہونی چاہئے۔ یہ عاجز چونکہ خود دیہاتی آدمی ہے، اس لئے کچھ زیادہ معلومات نہیں رکھتا، البتہ جو سننے اور پڑھنے میں آیا ہے اس کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ شہری خواتین نماز، روزہ و تلاوت کی پابندی دیہاتی خواتین کے اعتبار سے زیادہ کرتی ہیں، اور اپنے چھوٹے بچوں کو قرآن مجید پڑھانے اور مسجد کی طرف بھیجنے میں زیادہ سعی کرتی ہیں۔ اس طرح انکے بچے قرآن مجید پڑھنے کے ساتھ نماز بھی سیکھ لیتے ہیں، اور یہ کوشش ہر لحاظ سے قابل صد تحسین ہے۔